سمسٹر: خزاں 2016ء

کورس: اسلامیات لازمی　　　　کورس کوڈ: 201

سطح : میٹرک　　　　مشق نمبر : 04

سوال نمبر 1: محمد ﷺ نے بچوں اور غلاموں کے ساتھ کس طرح کی محبت وشفقت کا درس دیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: بچوں سے محبت وشفقت: بچوں پر آپ ﷺ غیر معمولی شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھالیتے۔ راستے میں آپ ﷺ کو بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے تھے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تو مجلس میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے پیار کرتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ ﷺ بچوں کو پیار کررہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا، آپؐ لوگوں کے بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں مگر میں نے آج تک ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں انصار کے کھجوروں کے باغات میں چلا جاتا اور پتھر مار کر کھجوریں گراتا۔ ایک روز پکڑا گیا اور لوگ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، پتھر کیوں مارتے ہو۔ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو خود بخود گر جائیں ان کو اٹھا کر کھالیا کرو، پتھر نہ مارا کرو، یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں اس وقت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور تھی جو مل گئی، وہی اٹھا کر دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں تقسیم کردی۔ آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔''

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر میں ختم کروں گا۔ دفعتاً کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز مختصر کردیتا ہوں۔ کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی''

آپ ﷺ کی یہ محبت اور شفقت مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح تھی۔ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں چند بچے جھپٹ میں آکر مارے گئے آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نہایت آزردہ ہوئے ایک صحابی نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ وہ مشرکین کے بچے تھے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''مشرکین کے بچے تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو! بچوں کو قتل نہ کرو ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوئی ہے۔''

غلاموں سے محبت وشفقت: رسول اکرم ﷺ نے غلامی کو ختم کرنے کے لیے ایسا طرز عمل اختیار کیا کہ غلاموں کو ''میرا غلام'' ''میری لونڈی'' کے بجائے ''میرا بچہ'' اور ''میری بچی'' کہہ کر پکارا جانے لگا۔ آپ ﷺ نے غلاموں کو معاشرے میں بلند ترین مرتبوں سے نوازا اور اہم ترین

www.aiouinfo.com
AIOU INFO
JOIN GROUP ON f

ذمہ داریاں سپرد کر کے دنیا کو بتایا کہ غلام بھی برابر کے انسان ہیں اور ان میں بھی وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جس طرح دوسروں میں ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ: ترجمہ:۔ ''یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ۔''

غلاموں سے آپ ﷺ کا سلوک اس طرح کا تھا کہ زید بن حارثہ جو آپ کے غلام تھے ان کے باپ ان کو لینے کے لیے آئے اور آپؐ نے انہیں ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی لیکن زید نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا حضور اکرم ﷺ کی غلامی کو آزادی کی زندگی پر ترجیح دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنی پھوپھی زاد سے ان کا نکاح کر دیا۔

نبی کریم ﷺ کی تربیت ہی کا اثر تھا کہ غلام کا لفظ نفرت اور حقارت سے لینے والے اب انہیں محبت اور شفقت سے پکارتے تھے۔ وہ لوگ جنہیں جنگی قیدی ہونے پر غلام کے نام سے پکارا جاتا تھا، دائرہ اسلام میں آجانے پر انہیں سرداری بھی سونپی گئی۔ ان کی کسی بات سے اختلاف کرنے کی اجراءت اس بناء پر کسی نے نہ کی کہ وہ غلام تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور ﷺ اس موقع پر تشریف لے آئے آپ ﷺ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا:

ابو مسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے، اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔ حضرت ابو مسعود حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر تھرا اٹھے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس غلام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔

ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی ''یا رسول اللہ! میں اپنے غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ:۔ ''ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور کئی ایسے طریقے رائج کیے جن کے نتیجے میں بہت جلد غلامی ختم ہو گئی۔ اس کے علاوہ قبائل کے سرداروں، دوسرے ملکوں کے بادشاہوں اور ان کے حکمرانوں کے ساتھ تعلقات اور معاملات کے بے شمار نمونے سیرت اور حدیث کی کتابوں میں ہیں جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے غلامی کو ختم کرنے کے لیے ایسی تدابیر کیں کہ آخر کار غلامی کا خاتمہ ہو گیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس طرح کے عملی نمونے پیش کرنے والی آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی۔

سوال نمبر 2: عزم استقلال کسے کہتے ہیں؟ حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کے عزم و استقلال کے کیا نمونے پیش کیے ہیں؟

جواب: <u>عزم استقلال:</u> عزم و استقلال کے معنی ہیں، بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی ثابت قدم رہنا، مصائب کا عزم و ہمت اور جواں مردی سے مقابلہ کرنا انسانی عزم اور ثابت قدمی کا امتحان ہوتا ہے عزم مقامات تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

عزم و استقلال ایک ایسی صفت ہے کہ اس کے بغیر کسی کام میں کامیابی ممکن نہیں۔ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت بے انتہاء درجے کی تھی۔ جب آپ ﷺ نے عرب کے کفرستان میں ''لا الہ الا اللہ'' کی صدا بلند کی تو آپ ﷺ بالکل اکیلے تھے لیکن کبھی آپ کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ میں اکیلا ہوں، اتنا بڑا کام کیسے کر سکوں گا۔ تیرہ برس تک آپ ﷺ نے مکہ میں ہر طرح کی سختیاں برداشت کیں لیکن

www.aiouinfo.com
JOIN GROUP ON f
AIOU INFO

آپ ﷺ کے حوصلے اور عزم میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔

(ترجمہ) ''اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ کامیابی حاصل ہو'' (سورہ آل عمران ۲۰۰)

ایک موقع پر قریش نے آپ ﷺ کے ہمدرد اور غم گسار چچا ابو طالب کو مجبور کیا کہ وہ آپ ﷺ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بلا کر کہا کہ ترجمہ:۔ ''بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے میں اٹھا نہ سکوں۔'' چچا کی اس بات کے بعد اس قبائلی مشاعرے میں آپ کا کوئی حمایتی نہیں رہا تھا لیکن آپ نے جواب دیا کہ ترجمہ:۔ ''اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اسلام کی تبلیغ سے نہیں رکوں گا۔ یا تو یہ کام مکمل ہو گا یا اسی میں میری جان چلی جائے گی۔''

جنگ احد میں کفار نے آنحضور ﷺ کو زخمی کیا آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید کیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ انہیں بد دعا دیجئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میں لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا''

دعا فرمائی: اے خدا! میری قوم کو ہدایت فرما۔ وہ مجھے نہیں جانتے۔ نماز پڑھتے وقت آپؐ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی۔ اہل طائف نے سنگ باری کی۔ اہل مکہ نے سوشل بائیکاٹ کیا اور آپؐ نے خاندان بنو ہاشم کے ہمراہ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں تین سال سخت اذیت میں گزارے مگر آپ ﷺ کے پائے استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ یہ آپ ﷺ کے عزم و استقلال ہی کا نتیجہ تھا کہ کفار اپنی حرکتوں سے باز آتے گئے اور اسلام کی طرف راغب ہوتے گئے۔ یہ آپ ﷺ کے عزم و استقلال ہی کا صلہ تھا کہ آپ ﷺ کو فتح مکہ جیسی عظیم شان بخشی۔

رسول اللہ ﷺ اکیلے ''لا الہ الا اللہ'' کا پیغام لے کر کھڑے ہوئے اور آج دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔ کیا ہمیں کبھی اس بات کی فکر ہوئی ہے کہ دنیا کی باقی ساڑھے چار ارب آبادی تک ''لا الہ الا اللہ'' کا پیغام پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ دنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جن تک اسلام کا صحیح پیغام نہیں پہنچ سکا۔ ہمیں آج ہی سے اپنے حصے کے کام کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔

غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں کی فوج پر اتنی شدت سے تیروں کی بارش برسائی کہ اکثر لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ گنتی کے چند صحابہ کرامؓ کے علاوہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ دشمن نے اپنے تیروں کا رُخ آپ ﷺ کی طرف پھیر دیا تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور فرمایا۔

''میں خدا کا سچا رسول ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔''

یعنی مجھ جیسا شخص میدان سے بھاگ نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے اہل اسلام نے یہ ہارا ہوا معرکہ دوبارہ جیت لیا۔ آپؐ کے عزم و استقلال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہم زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں تو اپنی زندگی کے اچھے مقاصد متعین کریں اور پھر ان کے حصول کے لیے مستقل مزاجی کے ساتھ محنت کریں۔

سوال نمبر 3: حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام اور جرأت مندی کے بارے میں تفصیلی تبصرہ کریں۔

جواب: نام نسب اور خاندان: خلیفہ راشد دوم حضرت عمرؓ کا نام عمر کنیت ابو حفص اور لقب فاروق تھا۔ آپ کے والد کا نام خطاب، اور والدہ کا نام حنتمہ تھا۔ آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنو عدی سے تھا۔

حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابتدا میں اسلام کے سخت مخالف تھے، مسلمانوں کو بہت اذیتیں دیتے انکے خاندان کی ایک

www.aiouinfo.com AIOU INFO JOIN GROUP ON

باندی مسلمان ہوگئی تھی اس کو اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ذرا دم لے لوں پھر ماروں گا۔ ایک دن حضورﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے، راستہ میں معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں فوراً ان کے گھر پہنچے اس وقت وہ دونوں قرآن پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور انہیں مار مار کر لہولہان کر دیا لیکن وہ بھی عمرؓ کی بہن تھیں بولیں، عمر جان سے بھی مار ڈالو تب بھی اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا، یہ استقلال دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل متاثر ہوا، پھر ان کے بدن سے بہتے ہوئے خون نے بھی اثر دکھایا کہنے لگے اچھا مجھے بھی دکھاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ قرآن کا پڑھنا تھا کہ اتنا اثر ہوا کہ فوراً حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔

حضرت عمرؓ جب ایمان لائے تو اس وقت تک 50،40 آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن مسلمان اعلانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے یہ حالت دفعتہً بدل گئی۔ آپؓ نے مسلمانوں کو ساتھ لیا اور علی الاعلان کعبہ میں نماز پڑھی اور کسی کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی، حضرت عمرؓ نبوت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔

آپ مکہ کے ان لوگوں میں سے تھے جن کا بہت زیادہ اثر و رسوخ اور رعب و دبدبہ تھا۔ قبولِ اسلام سے پہلے آپ اسلام کے بدترین مخالفوں میں سے تھے۔ نبوت کے ساتویں سال رسول اللہﷺ نے دعا کی کہ ترجمہ: ''الٰہی! اسلام کو ابوجہل یا عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کے ذریعے غلبہ عطا فرما۔'' اس دعا کے بعد جلد ہی حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام لانے کا واقع بہت مشہور ہے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان مشکلات کا شکار تھے اور چھپ چھپ کر عبادت اور تبلیغ کرتے تھے۔ آپ نے مسلمان ہو کر مسلمانوں کی جماعت کو ساتھ لے کر علانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کی اور مشرکین کو توحید کی دعوت دی۔

<u>حضرت عمرؓ کی جرأت مندی</u>: قبول اسلام کے بعد آپ کی بہادری اور جرأت میں اضافہ ہو گیا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے اکا دکا مدینہ جا رہے تھے تو حضرت عمر پوری تیاری کے ساتھ نکلے، بیت اللہ کا طواف کیا اور اعلان کیا کہ میں ہجرت کر کے مدینہ جا رہا ہوں جس نے اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہو آئے اور مجھے روکے۔ کسی میں ہمت نہ ہوئی۔ بدر میں ستر کافر گرفتار ہو کر آئے، ان کے بارے میں آپ کی تجویز تھی کہ ان سب کو تہ تیغ کر دیا جائے تا کہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے۔ اس سے پہلے آپ اس کا عملی مظاہرہ کر چکے تھے کہ آپ نے بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو خود اس کے خنجر سے ہلاک کیا تھا۔

صلح حدیبیہ میں جن شرائط پر مسلمانوں اور مکہ والوں کی صلح ہوئی وہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ حضرت عمرؓ کو اصرار تھا کہ ہم حق پر ہیں اور جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں پھر کیوں دب کر صلح کریں لیکن رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا یہی حکم ہے۔ غزوہ تبوک میں جب رسول اللہﷺ نے چندے کی اپیل کی تو آپ اپنے گھر کا آدھا اثاثہ لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہو گئے۔ حضور کریمﷺ سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ جب حضور کریمﷺ کا وصال ہوا تو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپﷺ وفات پا گئے، اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس نازک وقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب کو سنبھالا دیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ نے بروقت پہنچ کر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے امت کو بہت بڑے فتنہ سے بچا لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پورے زمانہ خلافت میں ان کے دست بازو کے طور پر کام کیا حتیٰ کہ ایک موقع پر کسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شکایت کی کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر؟ تو انہوں نے جواب دیا، عمرؓ۔

www.aiou.info.com JOIN GROUP ON f AIOU INFO

سوال نمبر 4: ایثار سے کیا مراد ہے؟ ایثار کے فوائد و ثمرات آپ ﷺ کے حالات زندگی کے مختلف واقعات کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: ایثار سے مراد: ایثار سے مراد دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا جیسے خود بھوکا رہ کر دوسروں کا دکھلانا، خود تکلیف میں رہ کر دوسرے کی راحت کا سامان کرنا۔ اپنے حق کو پس پشت ڈال کر دوسرے کے حق کو ترجیح دینا۔ ایثار در حقیقت فیاضی اور احسان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ اپنے حقوق وضروریات پر دوسرون کے حقوق کو ترجیح دینا ایک بہت بڑی قربانی ہے۔

ایثار دنیاوی دکھاوے اور لالچ کی بنا پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے تو اس ایچار کا بڑا درجہ ہے۔

خداوند تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف قرآن حکیم میں فرمائی ہے

﴿ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ﴾ (الحشر . ۹)

''اللہ کے ایسے محبوب بندے جو دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان پر فقہ ہی ہو''

﴿و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا﴾ (الدھر ۸)

''اور یہ لوگ محض اللہ کی محبت کی بناء پر غریب و یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''

ایثار کی بہترین مثال انصار مدینہ نے قائم کی۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ انصار اور مہاجرین میں مواخات قائم ہوگئی یعنی وہ ایک دوسرے کے بھائی بن گئے انصار نے مہاجرین کو زبانی بھائی بھائی کہنے کی بجائے عملی طور پر اپنی ہر چیز یعنی زمین، مال تجارت اور ذرائع تجارت کا نصف ان میں بخوشی تقسیم کر دیا۔ مسلمانوں کے قبضے میں جب بنو نظیر یہود کی زمین آئی تو حضور ﷺ نے سوائے دو انصاریوں کے باقی زمین مہاجرین مین تقسیم کر دی۔ انصار نے کوئی شکایت نہ کی۔ بلکہ خوشی سے اسے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی اس خوشی اور رضا کو پسند فرمایا۔ اور ایثار پسند مسلمانوں کی قرآن مجید میں بھی تعریف فرمائی ہے۔

جب آنحضرت نے ایثار وقربانی کا عملی نمونہ پیش فرمایا تو صحابہ میں بھی ایثار وقربانی کی اعلیٰ صفت پیدا ہوئی۔ ایک مرتبہ ایک شخص بھوک کی حالت میں دربار نبوی میں حاضر ہوا آپ نے گھر اور پھر صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ پھر فرمایا کہ اس مہمان کی میزبانی کا شرف کون حاصل کرنا چاہتا ہے؟ ایک انصاری نے پیشکش کی اور مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ بیوی سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بچوں کے لیے تھوڑا سا ہے۔ انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دو اور کھانے کے وقت چراغ بجھا دینا تا کہ مہمان کو پتہ نہ چلے کہ ہم لوگ اس کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں اس طرح مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جب صبح وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو تمہاری رات کی مہمانی نوازی بہت پسند آئی''

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اللہ کے ایسے محبوب بندے جو دوسروں کی اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان پر فقہ ہی ہو''

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لا کر حضور ﷺ کی پیش کی آپ کو اس کی ضرورت تھی اس لیے قبول کر لی۔ ایک صاحب خدمت میں حاضر ہوئے انہوں چادر کی تعریف کی آپ نے چادر اتار کر انہیں دے دی۔ ایک صحابی کے پاس ولیمے کی دعوت کے لیے کچھ نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ ب کے پاس جا کر آٹے کی ٹوکری لے آؤ۔ وہ گئے اور ٹوکری لے آئے حالانکہ حضور ﷺ کے گھر اس وقت اس کے علاوہ کچھ نہ تھا، ایک دفعہ ایک غفاری مہمان آیا رات میں کھانے کے لیے سوائے بکری کے دودھ کے کچھ نہ تھا آپ نے وہ

www.aiouinfo.com
AIOU INFO
JOIN GROUP ON

دودھ مہمان کو پیش کر دیا اور خود رات فاقے سے گزاری جب کہ اس سے پچھلی رات بھی فاقے سے تھے۔

ایثار حضورﷺ کا ایک نمایاں وصف تھا۔ آپﷺ کو اپنی اولاد سے بے انتہا محبت تھی اور ان میں حضرت فاطمہؓ سے اس قدر تھی کہ جب وہ آتیں تو آپﷺ کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نشست پر بٹھاتے۔ لیکن حضرت فاطمہؓ کے گھر کا یہ حال تھا کہ ان کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں، جس سے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں۔ خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس سے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دے دیں تا کہ گھر کے کام میں مدد مل سکے۔

آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی بدر کے یتیموں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ جب تک ان کا انتظام نہ ہو میں تمہیں خادمہ نہیں دے سکتا۔ آپﷺ کی حیاتِ طیبہ اس نوعیت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ خلقِ خدا میں سونا، چاندی، پھل اور ہر قسم کی چیزیں تقسیم فرما رہے تھے اور گھر میں فاقہ ہے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل قرآنی آیات اور حدیث شریف کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

جواب:

1۔ وانک لعلی خلق عظیم

ترجمہ: ''بے شک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں''

تشریح: اس آیت مبارکہ میں آپﷺ کے بلند اخلاق طیبہ کی تعریف کی ہے۔ آپﷺ کے اخلاق حمیدہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا (کان خلق القرآن) ''قرآن حکیم ہی آپﷺ کا اخلاق تھا''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کی تعلیمات کو انسانی پیکر میں دیکھنا ہو تو رسول اکرمﷺ کو دیکھو اور اگر رسول اکرمﷺ کے اخلاق کریمانہ کو الفاظ کے روپ میں دیکھنا چاہو تو قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

2۔ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ

ترجمہ: ''جس شخص میں امانت نہیں وہ ایماندار نہیں''

تشریح: اس حدیث میں جناب نبی کریمﷺ نے ایک ایسی صفت کا ذکر فرمایا ہے کہ جس کے بغیر ایمان میں خلل آ جاتا ہے۔ یہ صفت امانت ہے۔ امانت خیانت کی ضد ہے۔ امانت کی صفت جس شخص میں ہوتی ہے وہ کسی حقدار کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ چاہے خدا اور رسول کا حق ہو چاہے ماں باپ، عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کا حق ہو، عام مسلمانوں کا ہو یا عام انسانوں کا۔ دوستوں کا ہو خواہ دشمنوں کا، انسانوں کا ہو چاہے جانوروں کا۔ ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے۔ مومن کو لازمی طور پر امانت دار ہونا چاہیے کیونکہ لین دین کے معاملات میں جو اخلاقی جوہر بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ امانت اور دیانت داری ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے معاملات اور کاروبار میں ایماندار رہو۔

www.aiouinfo.com JOIN GROUP ON f AIOU INFO